بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیس رکعات تراویح

افادات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سرپرست: مرکز اھل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

رابطہ: مکتبہ اھل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

فون نمبرز: 048-3881487, 0321-6353540

ای میل: markazhanfi@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیس رکعات تراویح

افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنۃ والجماعۃ:

تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے۔

(رد المحتار لابن عابدین: ج2 ص496، 597، بدایۃ المجتہد لابن رشد: ج1 ص214)

مذہب غیر مقلدین:

تراویح کی تعداد آٹھ رکعت ہے۔ (تعداد رکعات قیام رمضان از زبیر علی زئی، آٹھ رکعت نماز تراویح از غلام مصطفیٰ ظہیر)

دلائل اہل السنۃ والجماعۃ

احادیث مرفوعہ

دلیل نمبر 1:

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ أَبُوْ بَكْرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ الْكُوْفِيُّ (ت235ھ):

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج5 ص225 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ. المعجم الکبیر للطبرانی ج5 ص433 رقم 11934، المنتخب من مسند عبد بن حمید ص218 رقم 653، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِيْ عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَقَدْ تَلَقَّتْهُ الْأُمَّةُ بِالْقُبُوْلِ فَهُوَ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: اس کی سند حسن ہے، امت نے اس پر تلقی بالقبول کے طور پر عمل کیا ہے، اس وجہ سے یہ صحیح شمار ہو گی۔

اعتراض:

اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ ہے جو عند المحدثین ضعیف ہے۔

جواب نمبر 1:

ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ پر بعض ائمہ نے جرح کی ہے لیکن کئی محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔

(1): امام شعبہ بن الحجاج (ت160ھ) نے ابو شیبہ سے روایت لی ہے۔

(تہذیب الکمال للمزی: ج1 ص268، تہذیب التہذیب لابن حجر: ج1 ص136)

اور غیر مقلدین کے ہاں اصول ہے کہ امام شعبہ اس راوی سے روایت لیتے ہیں جو ثقہ ہو اور اس کی احادیث صحیح ہوں۔

چنانچہ محمد بن علی بن محمد الشوکانی (ت 1255ھ) ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

قَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَهُوَ لَا يَحْمِلُ عَنْ مَشَايِخِهٖ إِلَّا صَحِيْحَ حَدِيْثِهِمْ۔

(نیل الاوطار للشوکانی: ج1 ص36، باب ماجاء فی فضل طہور المرأۃ)

ترجمہ: اس حدیث کو امام شعبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور امام شعبہ رحمہ اللہ اپنے مشائخ سے صرف صحیح احادیث ہی لیتے ہیں۔

(2): امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ الاساتذہ حضرت یزید بن ہارون رحمہ اللہ؛ ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ کے زمانۂ قضاۃ میں ان کے کاتب تھے اور ان کے بڑے مداح تھے، فرماتے ہیں:

"مَا قَضٰى عَلَى النَّاسِ يَعْنِيْ فِيْ زَمَانِهٖ أَعْدَلَ فِيْ قَضَاءٍ مِّنْهُ". (تہذیب الکمال للمزی: ج1 ص270)

ترجمہ: ابراہیم بن عثمان کے زمانۂ قضاء میں ان سے بڑھ کر کوئی قاضی نہیں ہوا۔

(3): امام ابن عدی فرماتے ہیں: لَهٗ أَحَادِيْثُ صَالِحَةٌ (تہذیب الکمال ج1 ص270)

ترجمہ: ابوشیبہ کی احادیث صالح (درست) ہیں۔

مزید فرماتے ہیں: وَهُوَ وَإِنْ نَسَبُوْهُ إِلَى الضُّعْفِ خَيْرٌ مِّنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ أَبِيْ حَيَّةَ. (تہذیب الکمال للمزی: ج1 ص270)

ترجمہ: لوگوں نے ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ کی طرف ضعیف ہونے کی نسبت کی ہے لیکن یہ ابراہیم بن ابی حیہ سے بہتر ہے۔

اور ابراہیم بن ابی حیہ کے بارے میں امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں:

شَيْخٌ ثِقَةٌ كَبِيْرٌ. (لسان المیزان ج1 ص53، رقم الترجمۃ 127)

ترجمہ: یہ (ابراہیم بن ابی حیہ) شیخ ہیں اور بڑے ثقہ ہیں۔

لہذا جب ابراہیم بن ابی حیہ ثقہ ہے تو ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ بدرجہ اولیٰ ثقہ ہونا چاہیے۔

جواب نمبر2:

اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی روایت کو تلقی امت بالقبول حاصل ہو جائے تو وہ روایت اگرچہ ضعیف بھی ہو تب بھی صحت کا درجہ پا لیتی ہے۔

(1): علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُهُمْ يُحْكَمُ لِلْحَدِيْثِ بِالصِّحَّةِ إِذَا تَلَقَّاهُ النَّاسُ بِالْقُبُوْلِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ. (تدریب الراوی: ص29)

ترجمہ: بعض محدثین کا موقف ہے کہ حدیث پر صحیح ہونے کا حکم اس وقت (بھی) لگایا جائے گا جب امت اس حدیث کو قبول کرلے، اگرچہ اس کی سند صحیح نہ ہو۔

(2): امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری (ت 1352ھ) فرماتے ہیں:

وَذَهَبَ بَعْضُهُمْ إِلٰى أَنَّ الْحَدِيْثَ إِذَا تَأَيَّدَ بِالْعَمَلِ ارْتَقٰى مِنْ حَالِ الضُّعْفِ إِلٰى مَرْتَبَةِ الْقُبُوْلِ. قُلْتُ: وَهُوَ الْأَوْجَهُ عِنْدِيْ.

(فیض الباری شرح البخاری: ج3، ص:409 کتاب الوصایا، باب الوصیۃ لوارث)

ترجمہ: بعض محدثین کی رائے یہ ہے کہ کسی حدیث کی تائید جب (امت کے) تعامل کے ساتھ ہو تو وہ درجہ ضعف سے درجہ قبولیت پا لیتی ہے۔ میں (علامہ کشمیری) کہتا ہوں کہ یہی رائے میرے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔

(3): غیر مقلد عالم ثناء اللہ امر تسری نے بھی اعتراف کیا:
"بعض ضعف ایسے ہیں جو امت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں"

(اخبارِ اہل حدیث مورخہ 19 اپریل 1907)

لہذا تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے یہ روایت بھی صحیح و حجت ہے۔

جواب نمبر 3:

اس حدیث کو ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ سے روایت کرنے والے چار محدث ہیں:

1: یزید بن ہارون: (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224)

2: علی بن جعد: (المعجم الکبیر للطبرانی: ج5 ص433 رقم 11934)

3: ابو نعیم فضل بن دکین: (المنتخب من مسند عبد بن حمید: ص218 رقم 653،)

4: منصور بن ابی مزاحم: (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496)

اور یہ چاروں حضرات ثقہ ہیں:

1: یزید بن ہارون: ثِقَةٌ، مُتْقِنٌ۔ (تقریب التہذیب لابن حجر: ص637)

2: علی بن جعد: ثِقَةٌ، صَدُوْقٌ۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج7 ص579)

3: ابو نعیم فضل بن دکین: ثِقَةٌ ثَبَتٌ۔ (تقریب التہذیب لابن حجر: ص475)

4: منصور بن ابی مزاحم: ثِقَةٌ۔ (تقریب التہذیب لابن حجر: ص576)

ان ثقہ و عظیم محدثین کا ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ سے بیس رکعت نقل کرنے میں متفق ہونا قوی تائید ہے کہ یہ حدیث ثابت و صحیح ہے ورنہ یہ ثقہ حضرات اس طرح متفق نہ ہوتے۔

دلیل نمبر 2:

قَالَ الْإِمَامُ الْمُؤَرِّخُ أَبُو الْقَاسِمِ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ (ت 427ھ):

حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْقَصْرِيُّ الشَّيْخُ الصَّالِحُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْعَبْدُ الصَّالِحُ قَالَ، أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَنَّازِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَتِيْكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ.

(تاریخ جرجان للسہمی: ص317، فی نسخۃ 142)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کی ایک رات تشریف لائے تو لوگوں کو چوبیس رکعات (چار رکعات فرض، بیس رکعات تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھائے۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ۔

ترجمہ: اس کی سند حسن درجے کی ہے اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔

فائدہ نمبر 1: تاریخ جرجان مطبوع میں غلطی سے راوی کا نام "اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَنَّازِ" چھپ گیا ہے جبکہ صحیح "اِبْرَاهِيْمُ بْنُ

اَلْمُخْتَارِ" ہے۔ تاریخ جرجان مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن الہند کے محقق شیخ عبد الرحمن بن یحییٰ المعلمی نے بھی "اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُخْتَارِ" کی صحت کی طرف میلان ظاہر کیا ہے۔ (دیکھیے حاشیہ ص275) نیز ہم نے علامہ ابو طاہر السِلَفی (ت472ھ) کی کتاب "المشیخۃ البغدادیۃ" مخطوط کی طرف مراجعت کی، اس میں اس سند کا متابع موجود ہے۔ وہاں واضح طور پر "اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُخْتَارِ" موجود ہے۔ وللہ الحمد

فائدہ نمبر2: اس روایت میں چار رکعات فرض، بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر کا ذکر ہے۔

اعتراض:

اس سند میں دو راوی؛ محمد بن حمید الرازی اور عمر بن ہارون البلخی ضعیف ہیں۔

جواب:

محمد بن حمید الرازی: (ت248ھ)

یہ حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

آپ ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج5 ص547)

اگرچہ بعض محدثین سے جرح منقول ہے لیکن بہت سے جلیل القدر ائمہ محدثین نے آپ کی تعدیل و توثیق اور مدح بھی فرمائی ہے مثلاً:

1: امام فضل بن دکین (ت218ھ): عَدَّلَهُ. یعنی عادل قرار دیا۔ (تاریخ بغداد: ج2 ص74)

2: امام یحییٰ بن معین (ت233ھ): ثِقَةٌ، لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، رَازِيٌّ كَيِّسٌ. یعنی ثقہ ہے، اس کی روایت کردہ احادیث پر کوئی کلام نہیں، سمجھ دار ہے۔ (تاریخ بغداد للخطیب: ج2 ص74، تہذیب الکمال للمزی: ج8 ص652)

3: امام احمد بن حنبل (ت241ھ): وَثَّقَهُ یعنی ثقہ قرار دیا۔ (طبقات الحفاظ للسیوطی ج1 ص40)

مزید فرمایا: لَايَزَالُ بِالرَّيِّ عِلْمٌ مَادَامَ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَيًّا.

کہ جب تک محمد بن حمید زندہ ہیں مقام ری میں علم باقی رہے گا۔ (تہذیب الکمال للمزی: ج8 ص652)

4: امام محمد بن یحییٰ الذہلی (ت258ھ): عَدَّلَهُ. عادل قرار دیا۔ (تاریخ بغداد: ج2 ص73)

5: امام ابو زرعہ الرازی (ت263ھ): عَدَّلَهُ. عادل قرار دیا۔ (تاریخ بغداد: ج2 ص73)

6: امام محمد بن اسحاق الصاغانی (ت271ھ): عَدَّلَهُ. عادل قرار دیا۔ (سیر اعلام النبلاء: ج8 ص293)

7: امام جعفر بن ابی عثمان الطیالسی (ت282ھ): ثِقَةٌ. (تہذیب الکمال: ج8 ص653)

8: امام ابو نعیم عبد الملک بن محمد بن عدی الجرجانی (ت323ھ): لِاَنَّ ابْنَ حُمَيْدٍ مِنْ حُفَّاظِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ. یعنی محمد بن حمید کا شمار حافظ محدثین میں ہوتا ہے۔ (تاریخ بغداد: ج2 ص73)

9: امام الدار قطنی (ت385ھ): آپ نے محمد بن حمید الرازی سے مروی ایک روایت کی سند کے بارے میں لکھا: "اِسْنَادُهُ حَسَنٌ" یعنی اس روایت کی سند حسن درجہ کی ہے۔ (سنن الدار قطنی: ص27 رقم الحدیث 27)

10: امام خلیل بن عبد اللہ بن احمد الخلیلی (ت446ھ): كَانَ حَافِظًا عَالِمًا بِهٰذَا الشَّانِ، رَضِيَهُ اَحْمَدُ وَ يَحْيٰى. یعنی آپ حافظ اور اس میدان (حدیث) کے عالم تھے۔ امام احمد اور امام یحییٰ بن معین آپ سے راضی تھے۔ (تہذیب التہذیب: ج5 ص550)

11: علامہ شمس الدین ذہبی (ت748ھ): اَلْعَلَّامَةُ، اَلْحَافِظُ الْكَبِيْرُ. یعنی آپ علامہ اور بہت بڑے حافظ تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: ج8 ص292)

مزید فرمایا: اَلْحَافِظُ وَ كَانَ مِنْ اَوْعِيَةِ الْعِلْمِ. یعنی آپ حافظ تھے اور علم کا خزانہ تھے۔ (العبر فی خبر من غبر: ج1 ص223)

12: علامہ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (ت 807ھ): "وَفِي إِسْنَادِ بَزَّارٍ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ. [بزار کی سند میں محمد بن حمید الرازی ہے اور وہ ثقہ ہے]. (مجمع الزوائد: ج9 ص475)

13: حافظ ابن حجر (ت 852ھ): حَافِظٌ ضَعِيفٌ وَ كَانَ ابْنُ مَعِينٍ حَسَنَ الرَّأْيِ فِيهِ. یعنی آپ حافظ حدیث ضعیف تھے لیکن یحییٰ بن معین آپ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔ (تقریب التہذیب: ص505)

واضح ہو کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کا آپ کو "حافظ" کہنا، یحییٰ بن معین کی بات نقل کرنا اور ساتھ ساتھ "ضعیف" کہنا آپ کے "حسن الحدیث" ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

14: علامہ جلال الدین سیوطی (ت 911ھ): وَثَّقَهُ أَحْمَدُ وَ يَحْيَى وَ غَيْرُ وَاحِدٍ. یعنی آپ کو امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین اور بہت سے ائمہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ (طبقات الحفاظ للسیوطی: ص216 رقم 479)

15: امام احمد بن عبد اللہ الخزرجی (ت 923ھ): الْحَافِظُ. وَ كَانَ ابْنُ مَعِينٍ حَسَنَ الرَّأْيِ فِيهِ. یعنی آپ حافظ تھے اور یحییٰ بن معین آپ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔ (خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی: ص333)

☆ناصر الدین الالبانی غیر مقلد: محمد بن حمید سے مروی روایت کو "صحیح" قرار دیا ہے۔ (سنن ابن ماجۃ باحکام الالبانی: تحت حدیث 1301)

عمر بن ہارون البلخی: (ت294ھ)

آپ ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج:4 ص315 تا317)

آپ کی تعدیل و توثیق ان ائمہ نے فرمائی ہے۔

1: امام قتیبہ بن سعید: قَدْ وَثَّقَهُ قُتَيْبَةُ وَ غَيْرُهُ کہ امام قتیبہ اور دیگر محدثین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد: ج1 ص142)

وَقَالَ أَيْضاً: عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ كَانَ صَاحِبَ حَدِيْثٍ کہ عمر بن ہارون محدث تھا۔ (سنن الترمذی: تحت حدیث 2762)

2: امام عبد الرحمٰن بن مہدی: مَا قُلْتُ فِيهِ إِلَّا خَيْراً کہ میں اس کے بارے میں خیر ہی کی بات کہتا ہوں۔ (تاریخ بغداد: ج11 ص189)

اور "وَكَانَ ابْنُ مَهْدِيٍّ حَسَنَ الرَّأْيِ فِيهِ" کہ امام عبد الرحمٰن بن مہدی اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج7 ص148 تا152)

3: امام بخاری: "حَسَنَ الرَّأْيِ فِيهِ" کہ امام بخاری؛ عمر بن ہارون کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔ (سنن الترمذی: تحت حدیث 2762)

4: امام ابو عاصم: عُمَرُ عِنْدَنَا أَحْسَنُ أَخْذاً لِلْحَدِيْثِ مِنَ ابْنِ الْمُبَارَكِ. (تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج:1 ص248، 249)

ترجمہ: ہمارے ہاں عمر بن ہارون حدیث کی طلب کے معاملے میں ابن المبارک سے زیادہ بہتر مہارت کے حامل تھے۔

5: علامہ ذہبی: اَلْحَافِظُ. الْإِمَامُ. الْمُكْثِرُ. عَالِمُ خُرَاسَانَ. مِنْ أَوْعِيَةِ الْعِلْمِ "[علم کا خزانہ تھے] اَلْمُحَدِّثُ. وَارْتَحَلَ وَ صَنَّفَ وَ جَمَعَ [حصول علم کے اسفار کئے، کتب تصنیف کیں اور احادیث جمع کیں] (تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج:1 ص:249، 248، سیر اعلام النبلاء ج:7 ص:148 تا152)

6: حافظ ابن حجر العسقلانی: كَانَ حَافِظاً مِنْ كِبَارِ التَّاسِعَةِ. کہ آپ نویں طبقے کے حافظ ہیں۔ (تقریب التہذیب: ترجمۃ 4979)

7: امام ابن خزیمہ: أَخْرَجَ عَنْهُ فِي صَحِيحِهِ، اپنی صحیح میں ان سے تخریج کی ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث 493)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ محمد بن حمید الرازی اور عمر بن ہارون البلخی پر جہاں کچھ حضرات کی جرح ملتی ہے وہاں کئی ائمہ محدثین کی تعدیل و توثیق بھی ملتی ہے، اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جس راوی کی ثقاہت وضعف میں اختلاف ہو تو اس کی روایت حسن درجہ کی ہوتی ہے۔

چنانچہ قواعد فی علوم الحدیث میں ہے:

اِذَا کَانَ رُوَاتُ اِسْنَادِ الْحَدِیْثِ ثِقَاتٌ وَفِیْھِمْ مَنِ اخْتُلِفَ فِیْہِ: اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ، اَوْ مُسْتَقِیْمٌ اَوْ لَا بَأْسَ بِہٖ.

(قواعد فی علوم الحدیث: ص75)

ترجمہ: جب کسی حدیث کے راوی ثقہ ہوں لیکن ایک راوی ایسا ہو جس کی تعدیل و توثیق میں اختلاف ہو تو اس حدیث کی سند حسن، مستقیم یا لَا بَأْسَ بِہٖ (مقبول) درجہ کی ہو گی۔

لہذا اصولی طور پر دونوں "حسن الحدیث" درجہ کے راوی ہیں، اس لیے روایت حسن درجہ کی ہے۔

دلیل نمبر: 3

رَوَی الشَّیْخُ الْإِمَامُ الْحَافِظُ أَبُوْ طَاھِرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاھِیْمَ بْنِ سِلَفَةَ السِّلَفِیُّ الْأَصْبَھَانِیُّ (ت 472ھ):

أَخْبَرَنَا الشَّیْخُ الْأَجَلُّ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ یُوْسُفَ الْعَدْلُ، بِقِرَاءَتِیْ عَلَیْہِ مَعَ جُزْءٍ ضَخْمٍ مِنْ صِنْفَاتِ الْخَلَّالِ فِیْ شَھْرِ رَجَبَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِیْنَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ مِنْ کِتَابِ الطَّھَارَةِ قَالَ: أنا الشَّیْخُ الْأَجَلُّ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْخَلَّالُ الْحَافِظُ:

حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّھْرِیُّ، نا مُحَمَّدُ بْنُ ھَارُوْنَ نا ابْنُ حُمَیْدٍ الرَّازِیُّ، نا إِبْرَاھِیْمُ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَتِیْكٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَیْلَةً فِیْ رَمَضَانَ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ اَرْبَعَةً وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَةً.

وَحَدَّثَنَا ابْنُ حَیْوَیْہِ، عَنِ ابْنِ الْمُجَلَّدِ، وَزَادَ: وَاَوْتَرَ بِثَلَاثٍ.

(مشیخۃ البغدادیۃ لابی طاہر السِلَفی: ص122، مخطوط)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی ایک شب تشریف لائے اور لوگوں کو چوبیس رکعات (چار رکعات فرض، بیس تراویح) پڑھائیں۔ اور امام ابن حیویہ نے امام ابن المُجَلَّد کے حوالہ سے تین رکعات وتر کا اضافہ نقل کیا ہے۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ وَقَدْ تَلَقَّتْہُ الْاُمَّةُ بِالْقُبُوْلِ فَھُوَ صَحِیْحٌ.

ترجمہ: اس کی سند حسن ہے، امت نے اس پر تلقی بالقبول کے طور پر عمل کیا ہے، اس وجہ سے یہ صحیح شمار ہو گی۔

فائدہ:

بعض الناس اس روایت کے راوی؛ محمد بن حمید الرازی پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ ضعیف راوی ہے۔ واضح رہے کہ محمد بن حمید الرازی حسن الحدیث درجہ کا راوی ہے۔ اس پر گفتگو پچھلی حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں!

احادیث موقوفہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعاتِ تراویح:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کی رکعات کی تعداد بیان کرنے والے سات حضرات ہیں۔ یہ تمام حضرات بیس رکعات ہی روایت کرتے ہیں۔

1: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمْضَانَ فَقَالَ: اِنَّ النَّاسَ يَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ لَايُحْسِنُوْنَ اَنْ يَّقْرَأُوْا فَلَوْقَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ! فَقَالَ: يَاآمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هٰذَا شَيْئٌ لَمْ يَكُنْ. فَقَالَ: قَدْعَلِمْتُ وَلٰكِنَّهُ اَحْسَنُ. فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج2 ص424 باب فی قیام رمضان وماروی فی عدد رکعاتہ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی رات میں نماز تراویح پڑھاؤں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور (رات میں) قرأت (قرآن کی) اچھی نہیں کرتے۔ اگر آپ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کریں تو اچھا ہے۔" حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے امیر المومنین! یہ تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے۔" تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائی۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ.

اس روایت کی سند صحیح اور راوی ثقہ ہیں۔

اعتراض:

یہ روایت "اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری" میں بغیر کسی سند کے احمد بن منیع کے حوالے سے مذکور ہے۔ سرفراز صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ "بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی" (تعداد رکعات قیام رمضان ص74 از علی زئی غیر مقلد)

ایک اور صاحب نے بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے لکھا: "بے سند روایات وہی پیش کرتے ہیں جنکی اپنی کوئی سند نہ ہو۔"

(آٹھ رکعت نماز تراویح ص8)

جواب:

اولاً... الاحادیث المختارہ للمقدسی میں یہ روایت سند کے ساتھ موجود ہے جو کہ پیشِ خدمت ہے:

أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَبْدِاللهِ مَحْمُوْدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الثَّقَفِيُّ بِأَصْبَهَانَ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ أَبِي الرَّجَاءِ الصَّيْرَفِيَّ أَخْبَرَهُمْ قِرَاءَةً عَلَيْهِ أَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنِ أَحْمَدَ الْبَقَّالِ أَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ أَنَا جَدِّيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَمِيْلٍ أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ أَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى نَا أَبُوْ جَعْفَرَ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عُمَرَ أَمَرَ أُبَيًّا أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ الحديث.

(الاحادیث المختارۃ للمقدسی ج3 ص367 رقم 1161)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ آپ لوگوں کو تراویح (بیس رکعت) پڑھائیں۔

ثانیاً:... علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بیس رکعت پڑھانے کو ثابت مانتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ اَنَّ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ يَقُوْمُ بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ فَرَأٰى اَكْثَرُ مِنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ ذٰلِكَ هُوَ السُّنَّةُ لِاَنَّهٗ قَامَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَلَمْ يُنْكِرْهُ مُنْكِرٌ. (فتاویٰ ابن تیمیہ قدیم: ج1 ص186، فتاویٰ ابن تیمیہ جدید: ج23 ص56)

ترجمہ: یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابی بن کعب لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔ اس لئے علماء کی اکثریت کی رائے میں بیس رکعت ہی سنت ہیں کیونکہ حضرت ابی بن کعب نے بیس رکعت مہاجرین اور انصار صحابہ کے سامنے پڑھی ہیں اور کسی نے بھی (بیس تراویح کے سنت ہونے کا) انکار نہیں کیا۔

2: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ:

(1): عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَإِنْ كَانُوْا لَيَقْرَؤُوْنَ بِالْمِئِيْنِ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

(مسند ابن الجعد ص 413 رقم الحدیث 2825، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2 ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ.)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین حضرات رحمہم اللہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان شریف کے مہینہ میں بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے تھے اور قرآن مجید کی سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے۔

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

(2): رَوٰى مَالِكٌ مِنْ طَرِيْقِ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(نیل الاوطار للشوکانی ج3 ص57)

ترجمہ: امام مالک نے یزید بن خصیفہ کے طریق سے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ (عہد فاروقی میں) بیس رکعت تراویح تھیں۔

فائدہ: تراویح کے علاوہ ایک اور حدیث پاک میں یہی سند مذکور ہے جسے امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) نے صحیح البخاری میں نقل فرمایا ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ الخ

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 2198)

(3): عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: كُنَّا نَنْصَرِفُ مِنَ الْقِيَامِ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ وَقَدْ دَنَا فُرُوْعُ الْفَجْرِ وَكَانَ الْقِيَامُ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ ثَلَاثَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مصنف عبد الرزاق ج4 ص201، رقم الحدیث 7763)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قیام رمضان (یعنی تراویح) سے جب فارغ ہوتے تو اس وقت فجر کا وقت قریب ہو چکا ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تین رکعت (وتر) اور بیس رکعت (تراویح) پڑھی جاتی تھی۔

(4): عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2 ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

تصحیح روایت سائب بن یزید:

1: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی (ت676ھ) نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔

(مرقات المفاتیح: ج3ص345)

2: علامہ ظہیر احسن شوق نیموی حنفی (ت1322ھ) نے فرمایا: یہ حدیث "صحیح" ہے۔

(التعلیق الحسن علی آثار السنن: ص222)

3: حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ:

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ: كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(قیام اللیل للمروزی ص157)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی محمد بن کعب القرظی فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

شبہ:

یہ روایت مرسل ہے، کیونکہ محمد بن کعب القرظی کی حضرت عمر بن الخطاب سے ملاقات ثابت نہیں۔

جواب:

محمد بن کعب القرظی (ت120ھ) خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔ (تقریب التہذیب ص534)

اور خیر القرون کا ارسال جمہور محدثین خصوصاً احناف ومالکیہ کے ہاں صحت حدیث کے منافی نہیں۔

4: حضرت یزید بن رومان:

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(موطا امام مالک: ص98)

ترجمہ: یزید بن رومان کہتے ہیں کہ لوگ (یعنی صحابہ وتابعین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تئیس رکعتیں پڑھتے تھے (بیس تراویح اور تین وتر)

تحقیق السند:

اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

اس حدیث کی سند بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

شبہ:

یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اس لئے یہ سند منقطع ہے۔ (تعداد رکعات قیام رمضان ص77 از زبیر علی زئی)

جواب نمبر1:

یہ اثر موطا امام مالک (ص98) میں موجود ہے اور موطا امام مالک کے متعلق محدثین کی رائے یہ ہے:

قَالَ الشَّافِعِيُّ: أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ مُوَطَّأُ مَالِكٍ، وَاتَّفَقَ أَهْلُ الْحَدِيْثِ عَلٰى أَنَّ جَمِيْعَ مَا فِيْهِ صَحِيْحٌ عَلٰى رَأْيِ مَالِكٍ وَّمَنْ وَافَقَهُ، وَأَمَّا عَلٰى رَأْيِ غَيْرِهِ فَلَيْسَ فِيْهِ مُرْسَلٌ وَلَا مُنْقَطِعٌ إِلَّا قَدِ اتَّصَلَ السَّنَدُ بِهِ مِنْ طُرُقٍ أُخْرٰى، فَلَا جَرَمَ أَنَّهَا صَحِيْحَةٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ ،وَقَدْ صُنِّفَ فِيْ زَمَانِ مَالِكٍ مُوَطَّاتٌ كَثِيْرَةٌ فِيْ تَخْرِيْجِ أَحَادِيْثِهِ وَوَصْلِ مُنْقَطِعِهِ، مِثْلُ كِتَابِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ وَابْنِ عُيَيْنَةَ وَالثَّوْرِيِّ

وَمَعْمَرٍ.

(حجۃ اللہ البالغۃ: ص 281، باب طبقات کتب الحدیث، وفی نسخۃ: ج 1 ص 305 قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب موطا امام مالک ہے اور محدثین کا اتفاق ہے کہ اس میں جتنی روایتیں ہیں سب امام مالک اور ان کے موافقین کی رائے پر صحیح ہیں۔ (اس لئے کہ وہ لوگ مرسل کو بھی صحیح و مقبول مانتے ہیں) اور دوسروں کی رائے پر اس میں کوئی مرسل یا منقطع ایسا نہیں ہے کہ دوسرے طرق سے اس کی سند متصل نہ ہو، اور امام مالک کے زمانے میں موطا کی حدیثوں کی تخریج کے لیے اور اس کے منقطع کو متصل ثابت کرنے کے لیے بہت سے موطا تصنیف ہوئے جیسے ابن ابی ذئب، ابن عیینہ، ثوری اور معمر کی کتابیں۔

جواب نمبر 2:

یزید بن رومان (ت 130ھ) ثقہ راوی ہیں۔ (تقریب التہذیب ص 632) اور آپ خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔

جمہور محدثین خصوصاً احناف و موالک کے ہاں خیر القرون کا ارسال و انقطاع مضر صحت نہیں۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"قَالَ ابْنُ الْحَنْبَلِيِّ رَحِمَهُ اللهُ فِي "قَفْوِ الْأَثَرِ" وَالْمُخْتَارُ فِي التَّفْصِيلِ قَبُوْلُ مُرْسَلِ الصَّحَابِيِّ إِجْمَاعاً وَمُرْسَلِ أَهْلِ الْقَرْنِ الثَّانِيْ وَالثَّالِثِ عِنْدَنَا (أَيِ الْحَنَفِيَّةِ) وَعِنْدَ مَالِكٍ مُطْلَقاً"

(قواعد فی علوم الحدیث للعثمانی ص 138)

ترجمہ: امام ابن حنبلی رحمہ اللہ نے "قفو الاثر" میں تحریر فرمایا: تمام تر تفصیل سے مختار اور پسندیدہ بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ صحابی کی مرسل روایت بالاجماع قبول ہے، تابعی اور تبع تابعی کی مرسل روایت بھی احناف اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مطلقاً قبول ہے۔

جواب نمبر 3:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

"وَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: يُقْبَلُ إِنِ اعْتَضَدَ بِمَجِيْئِهِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ يُبَايِنُ الطَّرِيْقَ الْأُوْلٰى، مُسْنَداً أَوْ مُرْسَلاً لِيَرْجَحَ احْتِمَالُ كَوْنِ الْمَحْذُوْفِ ثِقَةً فِي نَفْسِ الْأَمْرِ"

(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، ص: 78، مکتبۃ البشریٰ)

ترجمہ: امام شافعی فرماتے ہیں کہ مرسل کی تائید جب کسی دوسرے طریق سے ہو جائے جو طریق اول کے مباین ہی کیوں نہ ہو تو وہ مقبول ہوتی ہے چاہے وہ دوسرا طریق مسند ہو یا مرسل تاکہ نفس الامر میں محذوف راوی کے ثقہ ہونے کے احتمال کو ترجیح دی جاسکے۔

اور یزید بن رومان کے اثر کو دیگر کئی مرسل روایات سے تائید حاصل ہے (جن کا بیان آگے آرہا ہے) لہذا یہ اثر بالاتفاق مقبول ہے۔

5: حضرت یحیٰ بن سعید رحمہ اللہ:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 5 ص 224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: یحیی بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے۔

شبہ:

یحی بن سعید نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا، لہذا یہ روایت منقطع ہے۔ (ملخصاً مقدار قیام رمضان ص 76)

جواب:

امام یحیٰی بن سعید م 144ھ خیر القرون کے ثقہ ونیک محدث ہیں۔(تقریب التہذیب لابن حجر: ص 622)

اور پہلے وضاحت سے گزر چکا ہے کہ خیر القرون کا انقطاع وارسال عند الجمہور خصوصاً عند الاحناف صحت حدیث کے منافی نہیں۔ پس اثر صحیح ہے۔

6:حضرت عبد العزیز بن رفیع رحمہ اللہ:

آپ رحمہ اللہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت انس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں۔ آپ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔(تہذیب التہذیب لابن حجر: ج4 ص189، 190)

آپ فرماتے ہیں:

"حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَسَنٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ"

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224، رقم الحدیث:7766 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

تحقیق السند:

"إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ"

اس کی سند صحیح ہے اور تمام راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

فائدہ:

مشہور قول کے مطابق حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب: ج1 ص178)

گویا عبد العزیز بن رفیع نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کو ذکر کیا ہے، اس لیے ہم ان کی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کی تراویح کے بیان میں لائے ہیں۔

7:حضرت حسن بصری رحمہ اللہ:

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ أَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ السِّجِسْتَانِيُّ (ت 275ھ):

حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ نَا هُشَيْمٌ أَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ، فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(سنن ابی داود ج1 ص203 باب القنوت فی الوتر، سیر اعلام النبلاء ج3 ص176، 177 تحت ترجمۃ ابی بن کعب)

ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھنے کے لیے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر لوگوں کو جمع کیا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کو بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔

اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

شبہ:

"عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" کے الفاظ دیوبندی تحریف ہے۔ محمود حسن دیوبندی (1268-1339) نے یہ تحریف کی ہے، "عِشۡرِیۡنَ لَیۡلَةً" بیس راتیں کی بجائے "عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" بیس رکعتیں کر دیا۔ (آٹھ رکعت نماز تراویح ص9، از غلام مصطفی ظہیر امن پوری)

جواب نمبر1::

جلیل القدر محدثین و محققین نے اس روایت کو "عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" کے الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

1: علامہ ذہبی نے سنن ابی داؤد کے حوالے سے "عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" نقل کیا۔ (سیر اعلام النبلاء ج3 ص176، 177 تحت ترجمۃ ابی بن کعب)

2: علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ۔ (جامع المسانید والسنن ج1 ص55)

3: الشیخ محمد علی الصابونی۔ (الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح ص55)

4: شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی۔ "فَکَانَ یُصَلِّیۡ بِہِمۡ عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" (سنن ابی داؤد بتحقیق شیخ الہند ج1 ص211)

5: نسخہ ابوداؤد مطبوعہ عرب۔ (ص1429، بحوالہ تجلیات صفدر ج3 ص316)

6: وفی نسخة "رکعة" (کذا فی نسخة مقروءة علی الشیخ مولانا محمد اسحاق رحمہ الله تعالیٰ)

(سنن ابی داؤد باب القنوت فی الوتر رقم الحدیث 1449، مکتبہ البشریٰ)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ "عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" والا نسخہ بھی صحیح وثابت ہے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پڑھی جانے والی تراویح کے چھ راوی گزر چکے ہیں جو "عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" نقل کرتے ہیں، یہ زبردست تائید ہے کہ "عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً" والا نسخہ سنن ابی داؤد بھی صحیح وثابت ہے۔ والحمد للہ

جواب نمبر2:

رئیس المناظرین حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی (ت 1421ھ) فرماتے ہیں:

"ابوداؤد کے دو نسخے ہیں، بعض نسخوں میں عِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً اور بعض میں عِشۡرِیۡنَ لَیۡلَةً ہے۔ جس طرح قرآن پاک کی دو قراتیں ہوں تو دونوں کو ماننا چاہیے، ہم دونوں نسخوں کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن حیلہ بہانے سے انکار حدیث کے عادی سلطان محمود جلالپوری نے اس حدیث کا انکار کر دیا اور الٹا الزام علماء دیوبند پر لگا دیا۔"

(تجلیات صفدر ج3 ص316)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

عَنِ السَّائِبِ بۡنِ یَزِیۡدَ قَالَ کَانُوۡا یَقُوۡمُوۡنَ عَلٰی عَھۡدِ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ فِیۡ شَھۡرِ رَمَضَانَ بِعِشۡرِیۡنَ رَکۡعَةً وَإِنۡ کَانُوۡا لَیَقۡرَؤُوۡنَ بِالۡمِئِیۡنِ وَکَانُوۡا یَتَوَکَّئُوۡنَ عَلٰی عَصِیِّہِمۡ فِیۡ عَھۡدِ عُثۡمَانَ بۡنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ مِنۡ شِدَّةِ الۡقِیَامِ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِیَ فِیۡ عَدَدِ رَکَعَاتِ الۡقِیَامِ فِیۡ شَھۡرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان شریف میں بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ قرآن مجید کی سو سو آیات والی سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ لمبے قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔

اِسۡنَادُہٗ صَحِیۡحٌ عَلٰی شَرۡطِ الۡبُخَارِیِّ وَمُسۡلِمٍ. اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیس تراویح کو روایت کرنے والے تین حضرات ہیں۔ان کی مرویات پیشِ خدمت ہیں:

1:حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما:

رَوَى الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَمَرَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَنْ يُّصَلِّيَ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً يُّسَلِّمُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُرَاوِحُ مَابَيْنَ كُلِّ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ فَيَرْجِعُ ذُوالْحَاجَةِ وَيَتَوَضَّأُ الرَّجُلُ وَاَنْ يُوْتِرَ بِهِمْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حِيْنَ الْاِنْصِرَافِ.

(مسند الامام زید ص159،158،فی نسخۃ:ص155)

ترجمہ:حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو حکم دیا جو لوگوں کو رمضان شریف کے مہینہ میں نماز تراویح پڑھاتا تھا کہ وہ ان کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائے!ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرے اور ہر چار رکعتوں کے درمیان آرام کے لیے کچھ دیر وقفہ کرے تا کہ قضائے حاجت کے لیے جانے والا واپس آ سکے،وضو کرنے والا وضو کر سکے اور یہ بھی حکم فرماتے تھے کہ (تراویح کے اختتام کے وقت)واپسی پر ان کو وتر کی نماز بھی پڑھائے۔

اعتراض:

1:"مسند زید"اہل سنت کی کتاب نہیں،بلکہ شیعوں کی کتاب ہے.

2:"مسند زید"کا بنیادی راوی ابو خالد عمرو بن خالد الواسطی مجروح راوی ہے۔

جواب:

ہر شق کا جواب پیش خدمت ہے:

جواب شق اول:

اولاً...... "مسند زید"(المعروف المجموع الفقہی) شیعوں کی نہیں بلکہ سنیوں کی کتاب ہے۔اس پر چند قرائن پیش ہیں:

[۱]:اس میں وضو کرتے ہوئے پاؤں کو دھونے کا ذکر ہے۔(ص53)جبکہ شیعہ پاؤں کو دھونے کے بجائے پاؤں پر مسح کرتے ہیں۔

[۲]:اس میں شروع نماز کے علاوہ پوری نماز میں رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے۔(ص88)جبکہ شیعہ نماز کے اندر اور سلام کے وقت رفع یدین کرتے ہیں۔

[۳]:اس میں تراویح کا ذکر ہے۔(ص158)جبکہ شیعہ اس کے سرے سے منکر ہیں۔

[۴]:اس میں سحری تاخیر سے کھانے اور افطاری جلدی کرنے کا ذکر ہے۔(ص211)جبکہ شیعہ کا عمل اس کے برعکس ہے۔

[۵]:اس میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی روایت موجود ہے۔(ص211)جبکہ شیعہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔

اور بھی بہت سے حوالہ جات جمع کیے جاسکتے ہیں۔ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ یہ اہل السنت کی کتاب ہے۔

ثانیاً...... اس کتاب کی اکثر احادیث کی تائید دیگر کتب اہل السنت سے بھی ہوتی ہے۔مثلاً

(۱)حدیث نمبر1کی تائید...ازمؤطاامام مالک حدیث نمبر32، صحیح بخاری حدیث نمبر158،162،183، صحیح مسلم حدیث نمبر236

(۲)حدیث نمبر67کی تائید...از صحیح مسلم حدیث نمبر1389، سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر725، مسند احمد حدیث نمبر13815

(۳)حدیث نمبر68کی تائید...ازمؤطاامام مالک حدیث نمبر1، صحیح البخاری حدیث نمبر499، سنن ابی داؤد حدیث نمبر394

(۴)حدیث نمبر 70 کی تائید... از صحیح مسلم حدیث نمبر 648، سنن النسائی حدیث نمبر 859، سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر 1257

(۵)حدیث نمبر 78 کی تائید... از سنن الترمذی حدیث نمبر 3، سنن ابی داؤد حدیث نمبر 61، سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر 275

(۶)حدیث نمبر 85 کی تائید... از جامع الترمذی حدیث نمبر 312، سنن ابی داؤد حدیث نمبر 824، سنن النسائی حدیث نمبر 919

(۷)حدیث نمبر 102 کی تائید... از مؤطا امام مالک حدیث نمبر 149، صحیح البخاری حدیث نمبر 590، صحیح مسلم حدیث نمبر

(۸)حدیث نمبر 104 کی تائید... از صحیح مسلم حدیث نمبر 673، سنن الترمذی حدیث نمبر 235، سنن النسائی حدیث نمبر 783

(۹)حدیث نمبر 106 کی تائید... از مسند احمد حدیث نمبر 18641، مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر 3526

(۱۰)حدیث نمبر 108 کی تائید... از سنن الترمذی حدیث نمبر 230، صحیح ابن حبان حدیث نمبر 2200، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر 377

اس کے علاوہ بے شمار تائیدات موجود ہیں۔ یہ بھی اس بات کی قوی دلیل ہیں کہ یہ سنیوں کی کتاب ہے۔ غیر مقلدین کا اس کو شیعوں کی کتاب کہہ کر انکار کرنا غلط ہے۔

جواب شق دوم:

اولاً... مقدمہ کتاب میں شائع کنندہ شیخ عبد الواسع بن یحییٰ الواسعی نے ابو خالد الواسطی کے حالات ذکر کیے اور ان پر کی گئی جروح کا جواب دیا ہے۔ (دیکھیے مقدمہ کتاب از ص 11 تا ص 15)

یہی وجہ ہے کہ مصر کے مفتی اعظم اور اپنے دور کے بڑے عالم شیخ محمد بخیت مطیعی نے اس کتاب کی سند کو صحیح قرار دیا۔ فرماتے ہیں:

بِالسَّنَدِ الصَّحِيحِ اِلَى الْاِمَامِ الشَّهِيدِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ الخ. (مقدمہ کتاب مسند زید: ص 36)

ثانیاً... محدثین کا قاعدہ ہے کہ جس کتاب کی نسبت اپنے مصنف کی طرف مشہور ہو [کہ یہ کتاب فلاں مصنف کی ہے] تو مصنف سے لے کر ہم تک اس کی سند دیکھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ یہ شہرت اس سند کے دیکھنے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لِاَنَّ الْكِتَابَ الْمَشْهُوْرَ الْغَنِيَّ بِشُهْرَتِهٖ عَنْ اِعْتِبَارِ الْاِسْنَادِ مِنَّا اِلٰى مُصَنِّفِهٖ (النکت لابن حجر ص 56)

اور مسند زید (المعروف المجموع الفقہی) کا امام زید بن علی کی کتاب ہونا نہایت واضح ہے، چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

1: علامہ شوکانی... (نیل الاوطار للشوکانی: ج 1 ص 297، ج 2 ص 244)

2: عمر رضا کحالہ.... (معجم المؤلفین: ج 4 ص 190)

3: غلام احمد حریری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"امام زید بڑے فقیہ اور ماہر علم الکلام تھے، آپ نے علم فقہ پر "کتاب المجموع" تحریر کی تھی"۔

(تاریخ تفسیر و مفسرین: ص 485 مکتبہ ملک سنز پبلیشرز)

لہذا نیچے والی سند دیکھنے کی حاجت ہی نہیں۔ اس لیے اس اعتراض کو لے کر کتاب کا انکار کرنا غلط ہے۔

2: حضرت ابو عبد الرحمن السلمی:

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا الْقُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ، فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِينَ رَكْعَةً. قَالَ: وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُوتِرُ بِهِمْ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 2 ص 496)

ترجمہ: ابو عبد الرحمن سلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا۔ پھر ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھایا کرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خود انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

شبہ نمبر1:

اس روایت کی سند میں ایک راوی "حماد بن شعیب" ہے جو کہ ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:... اگرچہ حماد بن شعیب کی بعض ائمہ نے تضعیف کی ہے لیکن دیگر ائمہ نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔ تصریحات ملاحظہ ہوں:

(1): امام عبداللہ بن عدی بن عبداللہ الجرجانی (ت365ھ) فرماتے ہیں: "یُکْتَبُ حَدِیْثُهٗ مَعَ ضُعْفِهٖ"

(لسان المیزان: ج2ص348 ادارہ تالیفات اشرفیہ)

یعنی اس کی حدیث اس کے ضعف کے باوجود لکھی جاسکتی ہے۔

ارشاد الحق اثری کے نزدیک "یُکْتَبُ حَدِیْثُ" کا جملہ الفاظ تعدیل میں شمار ہوتا ہے۔ (توضیح الکلام ج1ص548، فی نسخۃ: ص496)

(2): امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی (ت458ھ) نے اس اثرِ علی کو اثر شتیر بن شکل کی قوت کے لیے روایت کیا ہے جو دلیل ہے کہ یہ اثر امام بیہقی رحمہ اللہ کے نزدیک قوی ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص496)

(3): علامہ ابن تیمیہ (ت728ھ) نے اس روایت کو استدلالاً ذکر کیا اور اس پر سکوت فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اثر قابلِ استدلال ہے۔

(منہاج السنۃ لابن تیمیہ: ج2ص224)

(4): علامہ شمس الدین ذہبی (ت748ھ) اس روایت کو استدلالاً ذکر کیا اور اس پر سکوت فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اثر قابلِ استدلال ہے۔

(المنتقیٰ من منہاج الاعتدال فی نقض کلام اھل الرفض والاعتزال للذھبی: ص542)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی (ت279ھ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی بیس رکعت والی روایت کو صحیح مانتے ہیں جب ہی تو استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(سنن الترمذی: ج1ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لہذا اصولی طور پر حماد بن شعیب حسن الحدیث درجہ کا راوی ہے اور یہ حدیث مقبول ہے۔

ثانیاً:.... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کی تراویح کے راوی حضرت حسین اور ابو الحسناء بھی ہیں۔ لہذا اس سند میں اگر ضعف ہو (جبکہ یہ حسن درجہ کی روایت ہے) تو ان مویدات کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔

شبہ نمبر2:

عطاء بن السائب "مختلط راوی ہے، حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں جنہوں نے اس سے قبل الاختلاط سنا ہے۔ (آٹھ رکعت نماز تراویح ص13)

جواب نمبر1:

عطاء بن السائب اگرچہ آخر عمر میں مختلط ہو گئے تھے لیکن اتنے بھی نہیں کہ ان کی احادیث ضعیف قرار دی جائیں بلکہ باجود اختلاط کے

محدثین کے ہاں ان کی احادیث کم از کم "حسن" درجہ کی ضرور ہیں۔ مثلاً:

(1): امام ہیثمی ایک روایت کے تحت لکھتے ہیں:

"وَفِيْهِ عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ وَفِيْهِ كَلَامٌ وَهُوَ حَسَنُ الْحَدِيْثِ" (مجمع الزوائد ج3 ص142، باب التکبیر علی الجنازۃ)

ترجمہ: اس روایت میں عطاء بن السائب ہے، اس میں کلام ہے لیکن ان کی حدیث حسن درجہ کی ہے۔

(2): علامہ ذہبی فرماتے ہیں: تَابِعِيٌّ مَشْهُوْرٌ حَسَنُ الْحَدِيْثِ (المغنی فی الضعفاء ج2 ص59، رقم الترجمۃ 4121)

ترجمہ: یہ مشہور تابعی ہیں اور ان کی حدیث حسن درجہ کی ہوتی ہے۔

(3): امام حاکم عطاء بن السائب کی ایک روایت جسے جریر بن عبد الحمید نے روایت کیا ہے، کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ. (المستدرک للحاکم ج5 ص350، 351 کتاب التوبۃ والانابۃ)

ترجمہ: اس کی سند صحیح ہے۔

حالانکہ جریر کا سماع بعد الاختلاط کا ہے۔

(الشذا الفیاح من علوم ابن الصلاح: ج1 ص453. طبع دار ابن حزم)

معلوم ہوا آپ اختلاط کے باوجود "حسن الحدیث" ہیں۔

(4): حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ اخْتَلَطَ بِآخِرِهِ وَلَمْ يَفْحَشْ حَتّٰى يَسْتَحِقَّ اَنْ يُّعْدَلَ بِهِ عَنْ مَسْلَكِ الْعُدُوْلِ۔ (تہذیب التہذیب ج4 ص493)

ترجمہ: عطاء بن السائب آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے لیکن اتنے فاحش اور زیادہ مختلط بھی نہیں ہوئے کہ وہ اختلاط کی وجہ سے عادل (وثقہ) ہیں راویوں کی راہ سے تجاوز کر جائیں۔

(5): امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ نے عطاء بن السائب کو مقدمہ مسلم میں قابل اعتماد اور طبقہ ثانیہ کا راوی شمار کیا ہے۔

(مقدمہ مسلم: ص50 مکتبہ البشری)

لہذا یہ حسن الحدیث راوی ہے اور روایت حسن درجہ کی ہے۔

جواب نمبر2:

اس روایت کی مؤید دیگر روایات بھی ہیں جن میں حضرت حسین اور حضرت ابو الحسناء کے طریق ہیں۔ پس یہ روایت مؤیدات کی وجہ سے حجت و قابل اعتماد ہے۔

جواب نمبر3:

اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی روایت کو تلقی امت بالقبول حاصل ہو جائے تو وہ روایت اگرچہ ضعیف بھی ہو تب بھی صحت کا درجہ پا لیتی ہے۔

(تدریب الراوی: ص29، فیض الباری شرح البخاری: ج3، ص:409 کتاب الوصایا، باب الوصیۃ لوارث، اخبارِ اہل حدیث مورخہ 19 اپریل 1907)

لہذا تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے یہ روایت بھی صحیح و حجت ہے۔

3: حضرت ابو الحسناء:

حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِي الْحَسْنَاءِ اَنَّ عَلِيًّا اَمَرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص223 کتاب الصلاۃ باب کَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص497)

ترجمہ: حضرت ابو الحسناء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھائیں!

اِسۡنَادُہٗ حَسَنٌ.

فائدہ: اس روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے "حکم" دینے کا ذکر ہے۔

شبہ:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابو الحسناء مجہول ہے، لہذا روایت ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:--- عند الاحناف خیر القرون کی جہالت، تدلیس اور ارسال جرح ہی نہیں اور شوافع کے ہاں متابعت سے یہ جرح ختم ہو جاتی ہے۔ اس روایت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت تراویح روایت کرنے میں ابو الحسناء اکیلے نہیں بلکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام ابو عبد الرحمن سلمی بھی یہی روایت کرتے ہیں۔

ثانیاً:--- ابو الحسناء سے دو راوی یہ روایت نقل کر رہے ہیں:

1: عمرو بن قیس۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص223)

2: ابو سعید البقال۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص497)

اور یہ دونوں بالترتیب ثقہ اور صدوق ہیں۔ (تقریب التہذیب ص456 و ص299)

امام حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر رحمہ اللہ (ت:852ھ) لکھتے ہیں:

السَّابِعَۃُ: مَنۡ رَوٰی عَنۡہُ اَکۡثَرُ مِنۡ وَّاحِدٍ وَلَمۡ یُوَثَّقۡ، وَاِلَیۡہِ الۡاِشَارَۃُ بِلَفۡظِ مَسۡتُوۡرٍ اَوۡ مَجۡھُوۡلِ الۡحَالِ.

(مقدمہ تقریب التہذیب ص111)

ترجمہ: (ساتواں مرتبہ) وہ شخص ہے جس سے ایک سے زائد راوی روایت کرتے ہیں لیکن اس کی توثیق نہ کی گئی ہو، اور اس شخص کی طرف لفظ مستور یا مجہول الحال سے اشارہ کیا جاتا ہے۔

یہاں ابو الحسناء سے بھی دو راوی یہ روایت کر رہے ہیں۔ لہذا اصولی طور پر یہ مجہول نہیں بلکہ مستور راوی بنتا ہے۔ غیر مقلدین کا اسے مجہول العین کہہ کر روایت کو رد کرنا غلط ہے۔

الحاصل ابو الحسناء مستور راوی ٹھہرتا ہے اور محدثین کے ہاں قاعدہ ہے کہ مستور کی متابعت کوئی دوسرا راوی کرے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو تو اس کی روایت حسن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

" وَمَتٰی تُوۡبِعَ السَّیِّئُ الۡحِفۡظِ بِمُعۡتَبَرٍ کَاَنۡ یَّکُوۡنَ فَوۡقَہٗ اَوۡ مِثۡلَہٗ لَا دُوۡنَہٗ وَ کَذَا الۡمُخۡتَلِطُ الَّذِیۡ لَا یَتَمَیَّزُ وَالۡمَسۡتُوۡرُ وَالۡاِسۡنَادُ الۡمُرۡسَلُ وَ کَذَا الۡمُدَلِّسُ اِذَا لَمۡ یَعۡرِفِ الۡمَحۡذُوۡفَ مِنۡہُ صَارَ حَدِیۡثُھُمۡ حَسَنًا لَا لِذَاتِہٖ بَلۡ وَصۡفِہٖ بِذٰلِكَ بِاِعۡتِبَارِ الۡمَجۡمُوۡعِ مِنَ الۡمُتَابِعِ وَالۡمُتَابَعِ "

(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ص107 مکتبہ یادگار شیخ)

ترجمہ: جب سیئ الحفظ راوی کی متابعت کسی ایسے معتبر راوی سے ہو جائے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو، کم نہ ہو۔ اسی طرح ایسے مختلط راوی (کا متابع مل جائے) جس کی تمیز نہ ہو سکتی ہو، اور یہی حکم مستور، مسند، مرسل اور مدلس کا ہے جبکہ محذوف کی معرفت نہ ہو تو ان سب کی روایات حسن ہو جائیں گی لیکن حسن لذاتہ نہیں بلکہ متابع یا متابَع کی حیثیت کا اعتبار کرتے ہوئے مجموعی طور پر حسن کہلائے گی۔

ابو الحسناء کی متابعت ابو عبد الرحمن نے کی ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496)

اور یہ ابو الحسناء سے بڑھ کر ثقہ راوی ہے۔ اس لئے ابو الحسناء کی یہ روایت جمہور کے نزدیک بھی مقبول ہے۔

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

1: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ شَهْرِ رَمْضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ، قَالَ الْاَعْمَشُ: كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ. (قیام اللیل للمروزی ص157)

ترجمہ: حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رمضان شریف میں ہمیں تراویح پڑھاتے اور جب گھر کو لوٹتے تو رات ابھی باقی ہوتی تھی۔ روایت کے راوی امام اعمش فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کی مکمل سند عمدۃ القاری شرح البخاری للعلامۃ العینی میں ہے جو کہ یہ ہے:

رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غَيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ. (عمدۃ القاری ج8 ص246 باب فضل من قام رمضان)

اس روایت کے راویوں کی توثیق یہ ہے:

(1) یحیٰی بن یحیٰی:

ابو زکریا یحیٰی بن یحیٰی بن بکر بن عبد الرحمن التمیمی۔ آپ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن الترمذی اور سنن النسائی کے راوی ہیں۔ ثِقَۃ، ثبت اور امام ہیں۔ (تقریب التہذیب: 7668)

(2) حفص بن غیاث:

ابو عمر حفص بن غیاث النخعی القاضی۔ صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔ ثقہ اور فقیہ ہیں۔ (تقریب التہذیب: 1430)

(3) الاعمش:

سلیمان بن مہران الاعمش۔ صحیح البخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔

(تقریب التہذیب: 2615، الجرح والتعدیل: ج4139)

(4) زید بن وہب:

ابو سلیمان زید بن وہب الجہنی۔ آپ صحیح البخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔ (تقریب التہذیب: 2159)

(5) عبد اللہ بن مسعود:

آپ مشہور صحابی ہیں اور صحابہ میں بڑے علمی مقام کے مالک تھے۔ (تقریب التہذیب: 3613)

مذکورہ تفصیل سے ثابت ہوا کہ

اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

اس حدیث کی سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

2: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

حضرت عبد العزیز بن رُفیع رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج2 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں رمضان کے مہینے میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے اور سب راوی ثقہ ہیں۔

تابعین کرام رحمہم اللہ

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ:

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّونَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِينَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے پایا ہے۔

اِسْنَادُهُ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

ترجمہ: اس حدیث کی سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط کے موافق صحیح ہے۔

فائدہ: جب کوئی تابعی "ادرکتُ النّاس، أنّ الناس، یا، کان الناس" کہتا ہے تو اس "الناس" سے مراد صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم ہوتے ہیں۔

اعتراض:

اس اثر میں لوگوں سے کون مراد ہیں؟ کوئی وضاحت نہیں اور عین ممکن ہے کہ تابعین مراد ہوں اور بعض تابعین کا اختلافی عمل ادلہ اربعہ میں سے کوئی دلیل نہیں ہے۔ (ضرب حق: جولائی 2012ء مضمون علیزئی)

جواب:

(1): اس اثر میں حضرت عطاء بن ابی رباح ہیں جنہوں نے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے۔

(نماز نبوی: ص124 تحقیق وتخریج زبیر علیزئی)

یقینی بات ہے کہ "لوگوں" سے مراد اس دور کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ ہیں، اور صحابہ و تابعین کا عمل حجت ہے۔

(2): بعض الناس کا یہ کہنا "…. تابعین کا اختلافی عمل ادلہ اربعہ میں سے کوئی دلیل نہیں ہے۔" بالکل غلط ہے، اس لیے کہ ادلہ اربعہ میں سے دوسری دلیل "سنت" ہے، جس کی تعریف یہ ہے:

اَلطَّرِيقَةُ الْمَسْلُوكَةُ فِي الدِّينِ. (عامۃ کتب اصول)

کہ دین میں جاری طریقے کا نام سنت ہے۔

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کا عمل بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری عمل (20 رکعت) کا ایک تسلسل ہے جو یقیناً دلیل شرعی ہے۔ غیر مقلدین کا اسے دلیل نہ ماننا انصاف کے خلاف ہے۔

تنبیہ:

خود معترض (علیزئی صاحب) نے "القول المبین" (ص 53) میں ایک روایت نقل کی جس کا ترجمہ خود اسی کے الفاظ میں یہ ہے:

"میں نے عکرمہ (تابعی) سے سنا وہ کہہ رہے تھے، میں نے لوگوں کو (ان مساجد میں) اس حال میں پایا کہ جب امام ﴿غیر المغضوب علیہم و لا الضالین﴾ کہتا تو لوگوں کے آمین کہنے سے مسجد گونج اٹھتی تھی۔"

یہاں بھی لفظ "لوگوں" ہے لیکن معترض نے بالکل خاموشی اختیار کرتے ہوئے کوئی وضاحت نہ کی کہ اس اثر میں "لوگوں" سے کون مراد ہیں۔

امام ابراہیم بن یزید النخعی:

کوفہ کے مشہور فقیہ و مفتی حضرت ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ.

(کتاب الآثار بر اویۃ ابی یوسف القاضی: ص 41 باب السہو)

ترجمہ: لوگ (یعنی صحابہ کرام اور تابعین) رمضان میں پانچ ترویحے (یعنی 20 رکعت تراویح) پڑھتے تھے۔

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ.

ترجمہ: امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے موافق اس حدیث کی سند صحیح درج کی ہے۔

سیدنا شتیر بن شکل:

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 5 ص 222 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ رمضان شریف میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھاتے تھے۔

اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ

ترجمہ: اس حدیث کی سند حسن درجے کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

سیدنا امام سعید بن فیروز ابو البختری:

عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 5 ص 224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت ابو البختری سعید بن فیروز بن ابی عمران الطائی مولاھم الکوفی رحمہ اللہ (ت: 183ھ) رمضان شریف میں نماز تراویح پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ

ترجمہ: اس حدیث کی سند حسن درجے کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

سیدنا سوید بن غفلہ:

وَأَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الْخَصِيبِ قَالَ: كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: آپ کے بارے میں ابو الخصیب کہتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ ہمیں رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

سیدنا عبد اللہ بن ابی ملیکہ:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص223، 224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: نافع بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی ملیکہ التیمی رحمہ اللہ (ت:117ھ) ہمیں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

ترجمہ: اس حدیث کی سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے موافق صحیح ہے۔

سیدنا سعید بن جبیر:

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَؤُمُّنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَكَانَ يَقْرَأُ بِالْقِرَاءَتَيْنِ جَمِيعًا، يَقْرَأُ لَيْلَةً بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَكَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ.

(مصنف عبد الرزاق ج4 ص204 باب قیام رمضان)

ترجمہ: حضرت اسماعیل بن عبد الملک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرواتے تھے، آپ دونوں قرأتیں پڑھتے تھے، ایک رات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت (اور دوسری رات حضرت عثمان کی قرأت) اور آپ رحمہ اللہ پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت پڑھتے تھے۔

سیدنا علی بن ربیعہ:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيْعَةَ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: سعید بن عبید کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ رمضان شریف میں لوگوں کو پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعات تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

اِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: اس حدیث کی سند حسن درجے کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

سیدنا حارث ہمدانی رحمہ اللہ:

عَنِ الْحَارِثِ اَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِيْ رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت حارث ہمدانی رحمہ اللہ (ت:65ھ) لوگوں کو رمضان شریف میں بیس رکعات نماز تراویح اور تین وتر باجماعت پڑھاتے تھے۔

اجماع امت

(1): علامہ ابوزکریا یحیی بن شرف نووی مشقی الشافعی (ت676ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ صَلَاۃَ التَّرَاوِیحِ سُنَّۃٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ وَہِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً. (کتاب الاذکار ص226)

ترجمہ: جان لیجیے کہ نماز تراویح باتفاق علماء سنت ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں۔

(2): ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی (ت1014ھ) فرماتے ہیں:

اَجْمَعَ الصَّحَابَۃُ عَلٰی اَنَّ التَّرَاوِیحَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً. (مرقاۃ المفاتیح: ج3ص346)

ترجمہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیس رکعت تراویح ہونے پر اجماع کیا ہے۔

(3): ملا علی بن سلطان محمد القاری "شرح النُّقایۃ" میں لکھتے ہیں:

فَصَارَ اِجْمَاعاً لِمَا رَوَی الْبَیْہَقِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیحٍ اَنَّہُمْ کَانُوْا یُقِیْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَعَلٰی عَھْدِ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ. (شرح النقایۃ: ج1ص342)

ترجمہ: پس (بیس رکعت) پر اجماع ہو گیا کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے، ایسے ہی خلافت عثمان اور خلافت علی رضی اللہ عنہما میں بھی۔

(4): علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی المعروف مرتضیٰ الزبیدی (ت1205ھ) فرماتے ہیں:

وَبِالْاِجْمَاعِ الَّذِیْ وَقَعَ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ اَخَذَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَالنَّوَوِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَالْجُمْھُوْرُ وَاخْتَارَہُ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ.

(اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین: ج3ص422)

ترجمہ: اس اجماع کی وجہ سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا تھا، امام ابو حنیفہ، امام نووی، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور حضرات نے (بیس رکعت تراویح) کو اختیار کیا ہے اور یہی موقف علامہ ابن عبد البر نے بھی اختیار کیا ہے۔

(5): علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز بن احمد ابن عابدین شامی (ت1252ھ) فرماتے ہیں:

(وَہِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً) ھُوَ قَوْلُ الْجُمْھُوْرِ وَعَلَیْہِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقاً وَغَرْباً. (رد المحتار لابن عابدین الشامی: ج2ص599)

ترجمہ: بیس رکعت ہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر مشرق و مغرب میں پوری امت کا عمل ہے۔

(6): استاذ المحدثین فقیہ النفس، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (ت1322ھ) "الحق الصریح" میں تحریر فرماتے ہیں:

الحاصل ثبوت بست رکعت باجماعِ صحابہ درآخرِ زمانِ عمررضی اللہ عنہ ثابت شدہ پس سنت باشد وکسیکہ از سنیّۃ آں انکار دارد خطاست.

(الحق الصریح فی اثبات التراویح ص14، مقالات حجۃ الاسلام، ج:4ص:343)

ترجمہ: خلاصہ یہ کہ بیس رکعات کا ثبوت اجماع صحابہ سے آخر عہد فاروقی میں ثابت شدہ ہے لہذا یہی سنت ہے اور جو شخص اس کے سنت ہونے کا انکار کرے وہ غلطی پر ہے۔

فائدہ: "الحق الصریح" قاسم العلوم والخیرات حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا رسالہ ہے جو تراویح سے متعلق دو تحریروں پر مشتمل ہے۔ پہلی تحریر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی ہے۔ دوسری تحریر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی ہے۔ درج بالا عبارت حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی تحریر سے نقل کی گئی ہے۔

جمہور علماء کا موقف

(1): امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی (ت 279ھ) فرماتے ہیں:

وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(2): امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِهٖ قَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ.

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی: ج8 ص246)

ترجمہ: بیس رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے اور یہی قول اہل کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہاء کرام کا ہے اور حضرت ابی بن کعب سے بھی یہی قول صحت سے مروی ہے، صحابہ میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔

(3): علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی (ت 587ھ) اس اجماع کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں:

اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَمَعَ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ اَحَدٌ فَيَكُوْنُ اِجْمَاعاً مِّنْهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ.

(بدائع الصنائع ج1 ص644)

ترجمہ: حضرت عمر نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان المبارک میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں جمع کیا انہوں نے ان کو ہر رات بیس رکعت پڑھائیں اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔ پس یہ صحابہ کرام کی طرف سے بیس رکعت پر اجماع ہو گیا۔

بلاد اسلامیہ میں تعداد تراویح

اہل مکہ:

(1): قَالَ الْاِمَامُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ: وَبِمَكَّةَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ. (نیل الاوطار للشوکانی: ج3 ص57)

ترجمہ: امام امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مکہ میں تئیس رکعت (یعنی بیس تراویح اور تین وتر) پڑھے جاتے ہیں۔

(2): قَالَ الْاِمَامُ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ الْمَكِّيُّ التَّابِعِيُّ: أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثاً وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: امام عطاء بن ابی رباح مکی تابعی فرماتے ہیں: میں نے لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے پایا ہے۔

فائدہ: جب کوئی تابعی "ادرکتُ النّاس، أنّ الناس یا کان الناس" کہتا ہے تو اس "الناس" سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوتے ہیں۔

(3): قَالَ الْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ الشَّافِعِيُّ: وَهٰكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھتے پایا ہے۔

اہل مدینہ:

(1): ابن ابی ملیکہ مشہور تابعی ہیں۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے۔ تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے۔

(تہذیب التہذیب: ج3ص559)

آپ کے متعلق نافع بن عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5ص223،224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(2): مشہور محدث وحافظ حضرت داؤد بن قیس رحمہ اللہ مدینہ کے رہنے والے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ النَّاسَ بِالْمَدِينَةِ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يُصَلُّونَ سِتَّةً وَثَلَاثِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: میں نے مدینہ میں خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اور ابان بن عثمان کے دور میں لوگوں کو چھتیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے پایا ہے۔

فائدہ: یہ 36 رکعات تراویح کیسے بنی؟ علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

تَشْبِيهًا بِأَهْلِ مَكَّةَ، حَيْثُ كَانُوا يَطُوفُونَ بَيْنَ كُلِّ تَرْوِيحَتَيْنِ طَوَافًا وَيُصَلُّونَ رَكْعَتَيْهِ وَلَا يَطُوفُونَ بَعْدَ الْخَامِسَةِ، فَأَرَادَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مُسَاوَاتَهُمْ فَجَعَلُوا مَكَانَ كُلِّ طَوَافٍ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. (الحاوی للفتاویٰ: ج1ص336)

ترجمہ: اہل مدینہ نے اہل مکہ کی مشابہت کے لیے 36 رکعات اختیار کر لیں کیونکہ اہل مکہ چار رکعت کے بعد طواف کعبہ کر لیتے اور طواف کی دو رکعت نفل پڑھ لیتے تھے اور پانچویں ترویحہ کے بعد طواف نہیں کرتے تھے۔ پس اہل مدینہ طواف کے بجائے 4 رکعات کے بعد 4 رکعات (نفل) پڑھ لیتے تھے۔

گویا ان کی اضافی رکعات تراویح کا حصہ نہ تھیں بلکہ درمیان کی نفلی عبادت میں شامل تھیں۔ تراویح فقط بیس رکعات تھیں۔

اہل کوفہ:

(1): کوفہ کے مشہور فقیہ ومفتی حضرت ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يُصَلُّونَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ فِي رَمَضَانَ. (کتاب الآثار براویۃ ابی یوسف القاضی: ص41)

ترجمہ: لوگ (یعنی صحابہ وتابعین) رمضان میں پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

(2): مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر جنہوں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر وغیرہ جیسے القدر صحابہ سے علم حاصل کیا، کوفہ ہی میں شہید کیے گئے، آپ کے بارے میں منقول ہے:

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَؤُمُّنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَكَانَ يَقْرَأُ بِالْقِرَاءَتَيْنِ جَمِيعًا، يَقْرَأُ لَيْلَةً بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَكَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ.

(مصنف عبد الرزاق: ج4ص204 باب قیام رمضان)

ترجمہ: اسماعیل بن عبد الملک فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرواتے تھے۔ آپ دونوں قراءتیں پڑھتے تھے، ایک رات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت (اور دوسری رات حضرت عثمان کی قراءت) اور آپ پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

(3): حضرت شتیر بن شکل، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ شُتَیْرِ بْنِ شَکَلٍ: أَنَّہُ کَانَ یُصَلِّی فِی رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص222 کتاب الصلاۃ بَابُ کَمْ یُصَلِّی فِی رَمَضَانَ مِنْ رَکْعَۃٍ)

ترجمہ: عبد اللہ بن قیس فرماتے ہیں کہ حضرت شتیر بن شکل لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

(4): حارث ہمدانی (ت 65ھ) حضرت علی اور حضرت ابن مسعود کے شاگرد تھے، کوفہ میں وفات پائی۔ آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنِ الْحَارِثِ: أَنَّہُ کَانَ یَؤُمُّ النَّاسَ فِی رَمَضَانَ بِاللَّیْلِ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَیُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ کَمْ یُصَلِّی فِی رَمَضَانَ مِنْ رَکْعَۃٍ)

ترجمہ: حضرت حارث رحمہ اللہ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

(5): مشہور تابعی امام سفیان ثوری (ت 161ھ) کوفہ کے رہنے والے تھے۔ آپ بھی بیس رکعات تراویح کے قائل تھے۔

قَالَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عِیْسَی التِّرْمِذِیُّ: وَأَکْثَرُ أَھْلِ الْعِلْمِ عَلٰی مَا رُوِیَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِیٍّ وَغَیْرِھِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَھُوَ قَوْلُ الثَّوْرِیِّ.

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہی مؤقف امام سفیان ثوری کا بھی ہے۔

اہل بصرہ:

حضرت یونس بن عبید جو امام حسن بصری اور امام ابن سیرین کے شاگرد اور سفیان ثوری وشعبہ کے استاد ہیں، فرماتے ہیں:

أَدْرَکْتُ مَسْجِدَ الْجَامِعِ قَبْلَ فِتْنَۃِ ابْنِ الْأَشْعَثِ یُصَلِّی بِھِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِی بَکْرٍ وَسَعِیْدُ بْنُ أَبِی الْحَسَنِ وَعِمْرَانُ الْعَبْدِیُّ کَانُوْا یُصَلُّوْنَ خَمْسَ تَرَاوِیْحَ.

(قیام اللیل للمروزی: ص222، ناشر حدیث اکادمی فیصل آباد)

ترجمہ: میں نے ابن الاشعث کے فتنہ سے پہلے جامع مسجد بصرہ میں دیکھا کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر، حضرت سعید بن ابی الحسن اور حضرت عمران عبدی رحمہم اللہ لوگوں کو پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) پڑھاتے تھے۔

ابن الاشعث کا فتنہ سن 83ھ میں بصرہ میں برپا ہوا تھا۔ گویا کہ 83ھ تک بصرہ میں بھی تراویح 20 رکعات ہی پڑھی جاتی تھیں۔

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور بیس رکعات تراویح

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ:

امام اعظم فی الفقہاء امام ابو حنیفہ اور آپ کے تمام مقلدین بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔

(1): علامہ ابو الولید محمد بن احمد بن محمد المعروف ابن رشد القرطبی المالکی (ت 595ھ) لکھتے ہیں:

"فَاخْتَارَ مَالِکٌ فِی أَحَدِ قَوْلَیْہِ: وَأَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیُّ وَأَحْمَدُ وَدَاوٗدُ الْقِیَامَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً سِوَی الْوِتْرِ"

(بدایۃ المجتہد: ج1 ص214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے ایک قول میں اور امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور امام داؤد رحمہم اللہ نے وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا ہے۔

(2): امام فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی المعروف قاضی خان (ت 592ھ) "فتاویٰ قاضیخان" میں لکھتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ: قَالَ اَلْقِیَامُ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ سُنَّةٌ... كُلَّ لَيْلَةٍ سِوَى الْوِتْرِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ.

(فتاویٰ قاضیخان: ج1 ص112)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں ہر رات بیس رکعت یعنی پانچ ترویحے وتر کے علاوہ پڑھنا سنت ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ:

علامہ ابو الولید محمد بن احمد بن محمد المعروف ابن رشد القرطبی المالکی (ت 595ھ) فرماتے ہیں:

فَاخْتَارَ مَالِكٌ فِيْ اَحَدِ قَوْلَيْهِ: وَأَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَدَاوُدُ اَلْقِيَامَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ.

(بدایۃ المجتہد: ج1 ص214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے ایک قول میں اور امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور امام داؤد رحمہم اللہ نے وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا ہے۔

فائدہ:

امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں تراویح ایک قول میں بیس رکعت اور ایک قول میں چھتیس رکعت ہیں، جن میں سے بیس رکعت تراویح اور سولہ نفل تھیں۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَحَبُّ اِلَيَّ عِشْرُوْنَ... وَكَذَالِكَ يَقُوْمُوْنَ بِمَكَّةَ.

(قیام اللیل للمروزی: ص159)

ترجمہ: مجھے بیس رکعت تراویح پسند ہے، مکہ میں بھی بیس رکعت پڑھتے ہیں۔

وَقَالَ اَيْضاً: وَهٰكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے پایا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

امام ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی (ت 620ھ) لکھتے ہیں:

وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ (اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ) فِيْهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً.

(المغنی لابن قدامۃ: ج2 ص366)

ترجمہ: مختار قول کے مطابق امام احمد بن حنبل بیس رکعت کے قائل تھے۔

مشاہیر امت اور بیس رکعت تراویح

(1): شیخ ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی (ت 505ھ) فرماتے ہیں:
اَلتَّرَاوِیۡحُ وَہِیَ عِشۡرُوۡنَ رَکۡعَۃً وَ کَیۡفِیَّتُہَا مَشۡہُوۡرَۃٌ وَہِیَ سُنَّۃٌ مُؤَکَّدَۃٌ.

(احیاء العلوم للغزالی: ج1 ص242، 243)

ترجمہ: تراویح بیس رکعات ہیں جن کا طریقہ مشہور ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہیں۔

(2): شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ جیلانی (ت 561ھ) فرماتے ہیں:
صَلٰوۃُ التَّرَاوِیۡحِ سُنَّۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَہِیَ عِشۡرُوۡنَ رَکۡعَۃً.

(غنیۃ الطالبین للشیخ عبد القادر الجیلانی: ص267، 268)

ترجمہ: تراویح کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور یہ بیس رکعت ہے۔

(3): شیخ امام ابو المواہب عبد الوہاب بن احمد بن علی الشعرانی الشافعی (ت 973ھ) فرماتے ہیں:
اَلتَّرَاوِیۡحُ فِیۡ شَہۡرِ رَمَضَانَ عِشۡرُوۡنَ رَکۡعَۃً.

(المیزان الکبریٰ للشعرانی: ص217)

ترجمہ: تروایح رمضان شریف میں بیس رکعت ہے۔

حرمین شریفین اور بیس رکعات تراویح

اسلام کے دو مقدس حرم، حرم مکہ و حرم مدینہ میں چودہ سو سال سے بیس رکعت سے کم تراویح پڑھنا ثابت نہیں بلکہ بیس رکعت ہی متوارث و متواتر عمل رہا ہے۔ چنانچہ مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے سابق قاضی شیخ عطیہ سالم نے مسجد نبوی میں نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر "اَلتَّرَاوِیۡحُ اَکۡثَرَ مِنۡ اَلۡفِ عَامٍ" کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف فرما کر ثابت کیا ہے کہ چودہ سو سالہ مدت میں بیس رکعت متواتر عمل ہے اس سے کم ثابت نہیں۔ جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کی طرف سے کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ مکہ مکرمہ کے استاد شیخ محمد علی صابونی کا ایک رسالہ اَلۡہَدۡیُ النَّبَوِیُّ الصَّحِیۡحُ فِیۡ صَلٰوۃِ التَّرَاوِیۡحِ کے نام سے شائع کیا گیا ہے جس میں شیخ صابونی نے عہد خلافت راشدہ سے لے کر عہد حکومت سعودیہ تک مکہ مکرمہ و مسجد حرام میں ہمیشہ بیس رکعات تراویح پڑھے جانے کا ثبوت دیا ہے۔

غیر مقلدین کے دلائل اور ان کے جوابات

دلیل نمبر 1:

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا.

(صحیح البخاری: بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن عبد الرحمن نے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے کچھ نہ پوچھو کتنی حسین و لمبی ہوتی تھیں، اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور لمبی ہوتی تھیں، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

جواب نمبر 1:

اس روایت سے آٹھ رکعت تراویح پر استدلال درست نہیں اس لیے کہ اس میں "رمضان و غیر رمضان" میں ہمیشہ گیارہ رکعت پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے، غیر رمضان میں نہیں۔ حدیث کے جملہ "مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ" سے یہی بات سمجھ میں آ رہی ہے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس سے وہ نماز مراد ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں پڑھی جاتی ہے اور وہ نمازِ تہجد ہے نہ کہ نمازِ تراویح۔

جواب نمبر 2:

اس حدیث میں گیارہ رکعت تنہا پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ جماعت کے ساتھ اور تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہے۔

جواب نمبر 3:

اس میں ایک سلام سے چار رکعت کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

جواب نمبر 4:

محدثین کے نزدیک بھی یہ حدیث تراویح کے متعلق نہیں۔ کیونکہ عام طور پر حضرات محدثین کا طرز یہ ہے کہ تہجد کے لیے "باب قیام اللیل یا باب صلوۃ اللیل" اور تراویح کے لیے "باب قیام رمضان" قائم کرتے ہیں۔ مثلاً...

نام کتاب	باب تہجد	باب تراویح
صحیح البخاری	باب فضل قیام اللیل	باب فضل من قام رمضان
صحیح مسلم	باب صلوۃ اللیل	باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح
سنن ابی داود	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شھر رمضان
سنن الترمذی	باب فی فضل صلوۃ اللیل	باب ماجاء فی قیام شھر رمضان

سنن النسائی	کتاب قیام اللیل	ثواب من قام وصام
سنن ابن ماجۃ	باب ماجاء فی قیام اللیل	باب ماجاء فی قیام شھر رمضان
موطا امام مالک	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام رمضان
موطا امام محمد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شھر رمضان
مشکوٰۃ المصابیح	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شھر رمضان
ریاض الصالحین	باب فضل قیام اللیل	باب استحباب قیام رمضان وھو التراویح
صحیح ابن حبان	فصل قیام اللیل	فصل فی التراویح
مجمع الزوائد	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان
السنن الکبری للبیہقی	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام شھر رمضان
جمع الفوائد	صلوۃ اللیل	قیام رمضان والتراویح وغیر ذالک
قیام اللیل للمروزی	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت کو محدثین نے باب صلوۃ اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر فرمایا ہے۔

مثلاً:

صحیح البخاری ج1 ص154 کتاب التھجد، باب قیام النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ

صحیح مسلم ج1 ص254 باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل

سنن ابی داوٗد ج1 ص198 باب صلاۃ اللیل

سنن الترمذی ج1 ص99 باب ماجاء فی وصف صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل

موطا امام مالک ص102، 103 باب ماجاء فی صلوٰۃ اللیل

سنن النسائی ج1 ص237 کتاب قیام اللیل

زاد المعاد لابن القیم ص127 قیام اللیل

حضرات محدثین کا اس حدیث کو قیام اللیل (تہجد) کے باب میں ذکر کرنا دلیل ہے کہ یہ تہجد سے متعلق ہے نہ کہ تراویح سے متعلق۔

جواب نمبر 4 پر اعتراض:

اس روایت کو امام محمد "بَابُ قِیَامِ شَھْرِ رَمَضَانَ" میں اور امام بخاری "بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ" میں بھی لائے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تراویح کے متعلق ہے۔

جواب:

امام محمد اور امام بخاری رحمہما اللہ نے اس حدیث کو دوبار ذکر فرمایا ہے، امام محمد رحمہ اللہ پہلے "کتاب الصلوۃ باب صلوۃ اللیل" میں اور امام بخاری رحمہ اللہ "کتاب التھجد باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ" میں لائے ہیں، یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اس حدیث کا تعلق تہجد کے ساتھ ہے، دوبارہ امام محمد رحمہ اللہ "باب قیام شھر رمضان وما فیہ من الفضل" میں اور امام بخاری رحمہ اللہ "باب فضل من قام رمضان" میں لائے ہیں، یہ ثابت کرنے لیے کہ تہجد جس طرح غیر رمضان میں ہے اسی طرح رمضان میں بھی ہے،

اس مقصد کے پیشِ نظر اس حدیث کو دو دفعہ لائے ہیں۔

جواب نمبر5:

غیر مقلدین کا خود بھی اس روایت پر عمل نہیں، اس لیے کہ اس روایت میں رمضان اور غیر رمضان میں تین رکعات وتر کا ذکر ہے لیکن غیر مقلدین ایک وتر پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر2:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَکْعَاتٍ وَاَوْتَرَ. فَلَمَّا کَانَتِ الْقَابِلَۃُ اِجْتَمَعْنَا فِی الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا اَنْ یَّخْرُجَ. فَلَمْ نَزَلْ فِیْہِ حَتّٰی اصبحنا ثُمَّ دَخَلْنَا. فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اجْتَمَعْنَا الْبَارِحَۃَ فِی الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا اَنْ تُصَلِّیَ بِنَا فَقَالَ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْکُمْ.

(المعجم الصغیر للطبرانی: ج1ص190)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان کی ایک رات میں آٹھ رکعتیں اور تین وتر پڑھائے۔ جب دوسری رات ہوئی تو ہم مسجد میں جمع ہوگئے۔ ہم اس امید میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے، ہم اسی انتظار میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم رات کو اس امید پر جمع ہوئے تھے کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس بات کا خوف تھا کہ یہ نماز تم پر کہیں فرض نہ ہو جائے۔ [اس لیے نہیں پڑھائی]

یہی روایت صحیح ابن خزیمہ (ج1ص531)، صحیح ابن حبان (ص710 باب الوتر) اور قیام اللیل للمروزی (ص155) میں بھی ہے۔

جواب:

مذکورہ کتب میں یہ روایت دو سندوں سے آتی ہے۔

1: اسحاق- ابو الربیع- یعقوب قمی- عیسی بن جاریۃ- جابر بن عبد اللہ

2: محمد بن حمید الرازی- یعقوب قمی- عیسی بن جاریۃ- جابر بن عبد اللہ

ان دونوں طریق میں درج ذیل رواۃ ضعیف و مجروح ہیں۔

عیسیٰ ابن جاریہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کرنے والے صرف ایک راوی ہیں عیسی بن جاریہ، انہی پر اس روایت کا مدار ہے، ابن خزیمہ کے حاشیہ پر اس کے بارے میں لکھا ہے:

عِیْسَی بْنُ جَارِیَۃَ فِیْہِ لِیْنٌ (صحیح ابن خزیمۃ ج1ص531)

ترجمہ: عیسیٰ بن جاریہ میں کمزوری ہے۔

دیگر محدثین نے بھی اس پر جروح کی ہیں:

1: امام یحیٰ بن معین: لَیْسَ بِذَاکَ عِنْدَہٗ مَنَاکِیْرَ [یہ شخص قوی نہیں نیز اس کے پاس منکر روایات پائی جاتی ہے]

2: امام نسائی: مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ [اس کی حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے]

3: امام ابوداوٗد: مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ [اس کی حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے]

4: امام نسائی: مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ[اس کی روایات کو محدثین نے ترک کر دیا ہے]

5: امام ابن عدی: اَحَادِيْثُهُ غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ[اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں]

6: امام ساجی: ذَكَرَهُ فِي الضُّعَفَاءِ[ضعفاء میں شمار کیا]

7: امام عقیلی: ذَكَرَهُ فِي الضُّعَفَاءِ[ضعفاء میں شمار کیا]

(میزان الاعتدال ج3ص312، تہذیب التہذیب ج5ص193،192)

یعقوب قمی:

یہ راوی دونوں سندوں میں موجود ہے۔ اس کا نام یعقوب بن عبد اللہ القمی ہے۔ یہ بھی مجروح راوی ہے۔

امام دار قطنی فرماتے ہیں: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ. [یہ قوی نہیں ہے] (میزان الاعتدال ج5ص178)

پس یہ روایت ضعیف، متروک اور صحیح روایات کے مقابلے میں نا قابل حجت ہے۔

دلیل نمبر3:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ عِيْسَى بْنِ جَارِيَةَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ أُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ مِنِّي اللَّيْلَةَ شَيْئٌ يَعْنِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَمَا ذَاكَ يَا أُبَيُّ قَالَ: نِسْوَةٌ فِيْ دَارِيْ قُلْنَ اِنَّا لَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَنُصَلِّيْ بِصَلَاتِكَ قَالَ فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ اَوْتَرْتُ قَالَ فَكَانَ شِبْهَ الرِّضَاءِ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا.

(مسند ابی یعلیٰ: ج3ص336)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! آج رات میرے ساتھ ایک بات پیش آئی یعنی رمضان میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابی! وہ کیا بات ہے؟، حضرت ابی نے کہا: میرے گھر میں عورتیں تھیں، انہوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں، اس لیے ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گی، پس میں نے انہیں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے۔ تو یہ رضا کی مثل ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا۔

جواب نمبر1:

اس سند میں وہی عیسی بن جاریہ اور یعقوب القمی موجود ہیں، جو سخت مجروح اور ضعیف ہیں۔ ان پر جرح ہم ما قبل میں ذکر کر آئے ہیں۔ لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

جواب نمبر2:

اس روایت کے تمام طرق جمع کریں تو کئی قرائن ملتے ہیں کہ اس روایت میں اضطراب ہے۔

(1): یہ روایت تین کتابوں میں ہے۔ مسند احمد میں سرے سے "رمضان" کا لفظ ہی نہیں، مسند ابی یعلی میں "یعنی رمضان" کا لفظ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فہم راوی ہے نہ کہ روایت، قیام اللیل مروزی میں "فی رمضان" کا لفظ ہے جو یقیناً کسی تحتانی راوی کا ادراج ہے۔ جب اس روایت میں "فی رمضان" کا لفظ ہی مدرج ہے تو اسے تراویح سے کیا تعلق رہا؟

(2): مسند ابی یعلی اور قیام اللیل للمروزی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ خود حضرت ابی بن کعب کا ہے جبکہ مسند احمد کی روایت میں الفاظ ہیں: عَنْ جَابِرٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ.. [حضرت جابر حضرت ابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کسی اور کا ہے، حضرت ابی بن کعب کا نہیں۔

(3): سب سے بڑھ کر یہ کہ آٹھ رکعت پڑھنے والا یہ کہتا ہے: "اَنَّهٗ كَانَ مِنِّي اللَّيْلَةَ شَيْئٌ" [رات مجھ سے یہ کام سرزد ہو گیا] اور "عَمِلْتُ اللَّيْلَةَ عَمَلًا" [میں نے آج رات ایسا عمل کیا]۔ معلوم ہوا کہ اس نے اسی رات آٹھ پڑھیں تھیں اس سے پہلے معمول آٹھ کا نہیں تھا، اس لئے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ انوکھا کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے کہ جب یہ خود اس کام کو انوکھا سمجھ رہا ہے تو خواہ مخواہ اس کی تردید کیوں کی جائے۔

دلیل نمبر 4:

وحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ قَالَ: أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً.

(موطاامام مالک: ص98)

ترجمہ: سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔

جواب نمبر 1:

یہاں چند امور قابل غور ہیں۔

امر اول: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی تراویح کے ناقل یہ راوی ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	السائب بن یزید	تفصیل آگے	----
2	یزید بن رومان	23[مع الوتر]	موطاامام مالک
3	عبدالعزیز بن رفیع	20	مصنف ابن ابی شیبہ
4	ابی بن کعب	20	مسند احمد بن منیع
5	یحیی بن سعید	20	مصنف ابن ابی شیبہ
6	محمد بن کعب القرظی	20	قیام اللیل للمروزی
7	حسن بصری	20	سنن ابی داؤد

ان میں سے چھ روات تو بیس رکعت تراویح ہی روایت کرتے ہیں، رہے سائب بن یزید تو ان کی روایت کی تفصیل درج ذیل ہے:

سائب بن یزید کے تین شاگرد ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	یزید بن خصیفہ	20	السنن الکبریٰ
2	حارث بن عبدالرحمن ابی ذُباب	23[مع الوتر]	مصنف عبدالرزاق
3	محمد بن یوسف	تفصیل آگے	---

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سائب بن یزید کے تین شاگردوں میں سے یزید بن خصیفہ بیس اور حارث بن عبدالرحمن ابی ذُباب تئیس [مع الوتر] نقل کرتے ہیں، البتہ محمد بن یوسف نے دو باتوں میں اختلاف کیا ہے۔

1: یزید بن خصیفہ اور حارث بن عبدالرحمن ابی ذہاب قاریوں کی تعداد نہیں بتاتے لیکن محمد بن یوسف نے بتائی ہے کہ دو تھے؛ ابی بن کعب

اور تمیم داری۔

2: یزید بن خصیفہ اور حارث بن عبدالرحمن ذُباب تراویح بیس ہی نقل کرتے ہیں لیکن محمد بن یوسف تراویح کی تعداد گیارہ، تیرہ اور اکیس نقل کرتے ہیں۔

محمد بن یوسف کے شاگردوں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	امام مالک	11	موطاامام مالک
2	یحیی بن سعید القطان	11	مصنف ابن ابی شیبہ
3	عبد العزیز بن محمد الدّرَاوَرْدِی	11	سعید بن ابی منصور
4	محمد بن اسحاق	13	قیام اللیل للمروزی
5	داوٗد بن قیس وغیرہ	21	مصنف عبدالرزاق

اس سے واضح ہوتا ہے کہ محمد بن یوسف کے پانچوں شاگردوں کے بیانات عدد و کیفیت کے لحاظ سے باہم مختلف ہیں کہ:

(1): پہلے تین شاگرد گیارہ نقل کرتے ہیں اور محمد بن اسحاق تیرہ، جبکہ پانچواں شاگرد داوٗد بن قیس اکیس رکعات نقل کرتا ہے۔

(2): امام مالک کی روایت میں گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم ہے عمل کا ذکر نہیں، یحیی القطان کی روایت میں حکم کا ذکر نہیں، عبدالعزیز بن محمد کی روایت میں گیارہ رکعت تو ہیں لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی بن کعب اور تمیم داری کا ذکر۔ محمد بن اسحاق کی روایت میں تیرہ رکعت کا ذکر ہے لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی و تمیم کا ذکر، اور داوٗد بن قیس کی روایت میں حکم تو ہے لیکن گیارہ کی بجائے اکیس کا ذکر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن یوسف کی یہ روایت شدید مضطرب ہے اور اضطراب فی المتن وجہ ضعف ہوتا ہے:

وَالْاِضْطِرَابُ يُوْجِبُ ضُعْفَ الْحَدِيْثِ.

(تقریب النووی مع شرحہ التدریب: ص133 النوع التاسع عشر: المضطرب)

ترجمہ: اضطراب روایت کو ضعیف بنا دیتا ہے۔

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب نمبر2:

امام مالک کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ وہ بیس کے قائل ہیں۔

علامہ ابوالولید محمد بن احمد بن محمد المعروف ابن رشد القرطبی المالکی (ت 595ھ) لکھتے ہیں:

وَاخْتَارَ مَالِكٌ فِيْ اَحَدِ قَوْلَيْهِ ..... اَلْقِيَامَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(بدایۃ المجتہد: ج1 ص214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے ایک قول میں بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا ہے۔

اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے:

عَمَلُ الرَّاوِيْ بِخِلَافِ رِوَايَتِهٖ بَعْدَ الرِّوَايَةِ مِمَّا هُوَ خِلَافٌ بِيَقِيْنٍ يَسْقُطُ الْعَمَلُ بِهٖ عِنْدَنَا. (المنار مع شرحہ ص190)

کہ راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس روایت سے عمل کو ساقط کر دیتا ہے۔

لہذا یہ روایت ساقط العمل ہے۔

جواب نمبر 3:

اس روایت کے مرکزی راوی سائب بن یزید کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ ان سے بسند صحیح مروی ہے:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ۔

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی: ج2 ص305 کتاب الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ:

چونکہ یہ روایت تمام رواۃ کی مرویات کے خلاف تھی اس لیے علماء نے اس کے بارے میں دو موقف اختیار کیے ہیں۔

(۱) ترجیح

(۲) تطبیق

ہر ایک کے متعلق محققین کی آراء پیش کی جاتی ہیں:

ترجیح:

اس روایت (گیارہ رکعت) کو راوی کا وہم قرار دے کر مرجوح قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المالکی (ت 1122ھ)؛ امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی (ت 463ھ) کے حوالے سے فرماتے ہیں:

اَنَّ الْاَغْلَبَ عِنْدِیْ اَنَّ قَوْلَهٗ اِحْدٰی عَشَرَةَ وَهْمٌ.

(الزرقانی شرح موطا: ج1 ص215)

ترجمہ: میرے نزدیک غالب (راجح) یہی ہے کہ راوی کا قول "اِحْدٰی عَشَرَةَ" [گیارہ رکعت] وہم ہے۔

تطبیق:

بعض حضرات نے یوں تطبیق دی ہے۔ مثلاً:

(1): امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی (ت 458ھ) فرماتے ہیں:

وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا يَقُومُونَ بِإِحْدَى عَشْرَةَ. ثُمَّ كَانُوا يَقُومُونَ بِعِشْرِينَ وَيُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: ان دونوں روایتوں (11 اور 23) میں تطبیق یوں ممکن ہے کہ وہ لوگ پہلے گیارہ رکعت پڑھتے رہے ہوں، پھر بیس رکعت اور تین وتر پڑھتے رہے ہوں۔

(2): حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

لَعَلَّ هٰذَا كَانَ مِنْ فِعْلِ عُمَرَ اَوَّلًا ثُمَّ نَقَلَهُمْ اِلٰى ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ.

(عمدۃ القاری: ج8 ص246)

ترجمہ: ممکن ہے یہ (گیارہ رکعت) حضرت عمر کا پہلے کا عمل ہو جو تئیس رکعات (بیس تراویح اور تین وتر) تک جا پہنچا ہو۔

(3): ملا علی بن سلطان محمد القاری الحنفی (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِأَنَّهُ وَقَعَ أَوَّلًا (أَيْ إِحْدَىٰ عَشَرَةَ رَكْعَةً فِيْ زَمَانِ عُمَرَ) ثُمَّ اسْتَقَرَّ الْأَمْرُ عَلَى الْعِشْرِيْنَ فَإِنَّهُ الْمُتَوَارِثُ.

(مرقاۃ المفاتیح: ج3ص345)

ترجمہ: ان دونوں میں تطبیق یوں بھی دی جاسکتی ہے کہ یہ پہلے کا عمل ہو، پھر بیس رکعت پر معاملہ ٹھہر گیا ہو اور یہی عمل امت میں متواتر و متوارث چلا ہے۔

(4): علامہ ظہیر احسن شوق نیموی حنفی (ت 1322ھ) نے امام بیہقی کی تطبیق کو ذکر کر کے اس پر اعتماد کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

وَجَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ بَيْنَهُمَا كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِإِحْدَىٰ عَشَرَةَ ثُمَّ قَامُوْا بِعِشْرِيْنَ وَ أَوْتَرُوْا بِثَلَاثٍ. وَقَدْ عَدُّوْا مَا وَقَعَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَالْإِجْمَاعِ.

(حاشیۃ آثار السنن: ص221)

ترجمہ: امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مروی ان دو روایتوں میں تطبیق یوں دی کہ (ممکن ہے) پہلے وہ لوگ گیارہ پڑھتے ہوں، پھر بیس رکعت اور تین وتر پڑھتے رہے ہوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس رکعت پر کاربند رہنے کو یہ حضرات (یعنی فقہاء و محدثین) اجماع کی طرح ہی شمار کرتے ہیں۔